

# عِرْفَانٌ تَحْيِيرٌ

الْحَاجُ سَيِّدُ تَحْيِيرٍ شَاهُ وَآمُشْتِي  
دِيوَنِي شَرِيفُ

مددود



دائم اللہ کا رحمت اور طی سید محدث علی ڈھونڈنی محدث طی شیخ قدس سرہ اخراج



حضرت سید عبد السلام  
عرف میں بالکل رحمت  
اللہ علیہ کی حالت ہے  
کتب و اوثقہ کی ہے  
بہترین کاؤش کس کی حوصلہ  
کہ انکے سلسلہ بوش  
گزروتے ہیں اپنے وقت کی  
کامل ترین عالم ما عمل  
ولی فضلہ جو داخل  
سلسلہ حضرت عبداللہ  
شاہ شہید رحمتہ اللہ  
علیہ ہے ہیں لکھ اسار  
صدر کراچی میں ان کا  
مزارت ہے  
بہ کام وارثت پاک علام  
توار علمہ اللہ ذکر، کی  
حکم بر کیا گیا اس کام کو  
کوئی داریش اپنے حلقہ  
سنبھل کر کیے تو پس  
حکم مرشد کا لارڈ کاب نا  
کرے اگر کوئی پس  
شخص ہے کہیں کہیں اس  
نے ہیں ذی ایف بنائی تو  
مال لیجیے کا کہ بہ  
جھوٹ بول ہے غلام کا  
کام غلام کرنا ہے بعض  
مرشد کے حکم کی  
تعصیل کرنا ہے ناکہ  
تعربیف اور وادہ ولی وصول  
کرنا

برائی مہربانی سب  
دارثیوں بر حکم مرشد کی  
انداز لازم ہے جھوٹ  
بولنے اور وادہ ولی سے ہو  
ہرگز کوئی شکر،

# عَوْنَانِ شَجَرَة

الْحَاجُ سَيِّدُ تَخِيرَ شَاهُ وَآرَثِيٌّ. دِيوُيِّ شَرِيفٍ  
ضَلْعُ بَارَهُ بَنْكِيٌّ - يُونِيٌّ  
(بَهَارَت)

تَهْمَتْ: سَمْجَسْ ۲۵ روپے

# حصول خیر بگست کیلے

اس کتاب کی ابتداء سرکار عالم پناہ کی سیرت و  
سوانح سے کی جا رہی ہے

امم گرامی:- حاجی حافظ سیدوارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ الر Fowler

مقام ولادت:- دبوہ شریف، ضلع بارہ بنگلی۔ یوپی

تاریخ ولادت:- یکم رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ

تاریخ وصال:- یکم صفر ۱۳۷۳ھ بروز پیشنهاد

وقت:- بجے صبح پر مطابق ۱۹۰۵ء



حضرت سیدوارث ملی شاہ سرکار و ارث پاک

# شجرہ نسب

حاجی سید ناوارث علی شاہ ابن حافظ حکیم سید قربان علی شاہ  
 ابن سید سلامت علی شاہ ابن سید کرم الدشراہ  
 ابن سید زین العابدین ابن سید عمر شاہ  
 ابن سید عبد الواحد ابن سید عبد اللہ شاہ  
 ابن سید علاء الدين علی بزرگ ابن سید عزیز الدین  
 ابن سید اشرف البی طالب ابن سید محمد محروم  
 ابن سید ابو القاسم ابن سید علی عسکری  
 ابن سید ابو محمد سید محمد جعفر  
 ابن سید محمد مہدی ابن سید علی رضا  
 ابن حضرت قاسم حمزہ ابن حضرت موسی کاظم  
 ابن حضرت امام جعفر صادق ابن امام حضرت باقر  
 ابن سید زین العابدین ابن سیدنا امام حسین  
 ابن سید علی رضی سیدہ فاطمہ الزہرا بنت  
 حضرت سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

# مسرکار عالم پناہ کے مختصر حالات نہیں دیگی

## از مولا ناشر نہ صیفی و ارشی حصہ

جس طرح مادی دنیا کی تیرگی و تاریکی دُور کرنے کے لئے پروار دگا عام  
نے شمس و قمر، بخوم و کواکب تخلیق فرمائے ہیں۔ اُسی طرح عالم ردعہانی، اور قلیم  
ول پر جھپائی ہوئی ظلمتوں کو دور کرنے کے لئے انبیاء، اور رسلین دُشیاں  
تشریف لائے رہے۔

چونکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بنی اسرائیل میں  
فرمائے گئے ہیں۔ اور اب دُنیا میں کوئی نبی اور رسول بنی اسرائیل بھیجا جائے گا۔ اس  
لئے رُشد و ہدایت کا کام اولیائے کاملین کے سپرد کر دیا گیا۔  
میں جس ذاتِ گرامی کا ذکر کرنے جا رہا ہوں، ان کے عوارف کے لئے  
زمیرے پاس علم ہے، نہ قلم میں روانی، ان کا کیا کہنا۔ جن کے کرم کا سمندر  
ناپیدا کنار ہے، جن کا مرتبہ عقل و فہم کی سطح سے بالا تر ہے، جو دارثی علوم  
انبیاء ہیں، جو اولاد رسول ہیں۔

سرکار دارث پاک گذشتہ صدی کے دہ عارف بالغ ہیں جن کی زندگی  
کے حالات و واقعات پڑھنے کے بعد انسانی فہم اس بات کو سمجھنے سے ناچ  
ہے کہ آپ کس مرتبہ کے بزرگ ہیں۔ دیالکھنوں میں دیوبہ تشریف رہماں سرکار آر ام  
فرما، (آن) آج بھی کر درڑوں فرزندانِ توحید کا مرکزِ عظیمت ہے اور روز آنے

آستانہ عالیہ پر حاجتندوں کا ہجوم اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ حاجت ردا آج بھی اہل عقیدت و محبت کی حاجت روائی فرار ہے۔

پانچ برس کی عمر شریف میں تقریب بسم اللہ خواں ہوئی اور صرف دو سال کی مختصر تدربت میں پورا کلام پاک مکمل حفظ فرمایا۔ دران تعلیم میں آپ مکتب اس شان سے جایا کرتے تھے کہ قرآن حکیم سر پر ہوتا۔ بھی آپ نے قرآن پاک کو بغل میں نہیں دبایا۔ یہ خداداد ذہانت بھتی جس پر اہل مکتب کو رشک اور معلم کو تحجب ہوتا تھا۔

چنانچہ مولانا سید منظہ عسلی شید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حضرت سیدنا خادم علی بٹاہ سے ارشاد فرمایا کہ آپ نے ایک شیر کو میرے پرڈ کر دیا ہے۔ ان کے کوششے حیرت انگیز ہیں۔ گوئی میرا دب ملحوظار رکھتے ہیں۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ اس عالم طفولیت میں ان سے جو باتیں ظہور پذیر ہو اکرتی ہیں وہ کالمیں میں بھی کم نظر آتی ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پڑھتے ہے پڑھلتے ہے کو کیا پڑھاؤں۔ یہ تو لگتا ہے۔ پڑھتے ہے پذیر ہوئے ہیں۔ الغرض مختصر سی مدت میں آپ نے تمام علوم حقلیہ و فقلیہ پر مکمل و سرس میں حاصل کر لی۔

آپ کی آنکھیں بچپن سے سُرخ اور اشک بار رہا کرتی تھیں جن پر اکثر اکشہب حشم کامگان ہوتا تھا۔ آپ دُود دُود چار چار دُوزگھر سے غائب رہا کرتے تھے۔ اور لاش بسیار کے بعد کسی باغ یا صحرائیں ملتے۔ صخرسنی کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

ولیوہ شریف میں حضرت کنز المعرفت سیدنا عبد المنعم المعروف برشاہ ولایت کا آستانہ ہے۔ وہاں حضور نے ایک در دش کو دیکھا جو اپنی آنکھیں بن کئے قصور میں مشغول تھے جب وہ اپنی حالت سے ہمیشور ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

شاہ صاحب کیا کر رہے تھے انہوں نے کہا۔ صاحبزادے بزرگ شیخ کا انتور کرتا تھا۔  
آپ نے فرمایا انہیں تو بند کر لی تھیں دیکھتے کیا۔ آپ نے ہمیں سامنے کانے فی ہدایہ  
اعلمی فہم و فی الاخروۃِ عالمی اگر شوق کامل اور طلب صادق ہو تو ہر ذرہ ہیں پار کا  
جوہ لنظر آ سکتا ہے۔

ایام طفولیت میں ہو واصب سے تقریب جو دسماں محبوب مشتملِ حق کوی دصدت  
اوڑھنا بچھونا۔ اگر کوئی کھیل پنڈھتا تو وہ یہ بتا کر بچوں کو بلا کر شیرینی تقسیم فرمائے اور اپنے  
ہمدرد سنوں کو عشقِ الہی کی ترغیب دیتے یہ بھی عجیب قانون قدرت ہے کہ جن قوں  
قدسمیہ کو قدرتِ عظیم کام کے لئے بھُن لیتی ہے ان کے سر دل سے والدین کا سایہ اٹھ  
لیا جاتا ہے۔

چنانچہ مسٹر کار عالم پیاہ کی عمر شریف تین سال کی بھی نہ ہو پائی تھی کہ والدِ محترم  
کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد والدہ ماجدہ بھی رحلت فراگئیں۔  
تقریباً پندرہ سال کی عمر شریف میں آپ نے پہلی بار حج بیت اللہ کا قصد فرمایا۔  
لوگوں کا بیان ہے کہ اس مختصر سی عمر میں عشقِ رسول کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی آپ  
کے رو برو مددیہ کا نام لے لیتا تو انہیں نہ ناک ہو جاتیں اور بے قرار ہی بڑھ جاتی۔  
بھی وجہ ہے کہ اس کم سنی کے عالم میں دیارِ محبوب میں جانے کے لئے آمدہ ہو  
گئے بھرازور دی یا آبلہ پائی کا خیال مانع سفر کیوں کر ہوتا کہ عاشقانِ رسول کے پاکیزہ  
جنیابتِ خود خضریاہ ہوا کرنے ہیں۔

اس طرح آپ نے تقریباً سترہ حج ادا فرمائے ہیں۔ بارہ سال تک مسلسل پویا  
دنیا کا پسیل سفر فرمایا اور بفرمانِ الہی قل سیر و فی الارض کے تحت قدرت کی  
نظامیں کو لا احتظہ فرمائے رہے۔

حج بیت اللہ کی پہلی حاضری آپ نے اپنے جسم مبارک پر جواہرِ مام باندھا وہ

ساری زندگی کے لئے مُسْتَقْلِ بُنَاس کی حیثیت اختیار کر گیا۔ ایک جوڑا کے علاوہ کبھی دوسرا جوڑا پاس نہیں رکھا۔ ایک درت دراز تک روزوں کے پابند رہے شکم مبارک روڈ مال سے کسا ہوا رہتا تھا۔ کبھی کبھی پتھر بھی باندھتے دیکھا گیا، گوشت، اینڈا، مچھلی، گھی، پیاز، ہسن وغیرہ ایک عرصہ دراز تک استعمال نہیں فرمایا۔ نکلفات داہش کے تمام سامان ترک فرمادیئے۔ یہاں تک کہ کبھی چار پانی پر پشست نہیں فرمائی اور نہ کبھی سر کے نیچے تکریہ استعمال فرمایا۔

اپنے دست مبارک گورے کے نیچے کچھ اس طرح رکھ کر آرام فرلتے کہ اسم محمد کی زندہ تصویر یہن جاتے۔

### یا ر من بالکالِ رعنائی خود تماشا و خود تماشا!

چھتیس سال سے چالیس سال کی عمر تک آپ کو کبھی بوقت شب آرام فرماتے نہیں دیکھا گیا، اور نہ کسی سے غفتگو کی۔ تمام شب کھڑے ہو کر لزاں فل پڑھا کرتے تھے آپ کو اخفا بہت لپند تھا۔ اپنی عبادتیں ریاضتیں کسی کو دکھا کر ادا نہیں فرماتے تھے صُن و جمال تو ایسا پایا تھا کہ ہمیں مرتبہ جو بھی دیکھنا ناپیش جمال سے گردل جھکا لیتا، اور جدھر سے آپ کا گزر ہوتا راستے تھک اٹھتے۔

میلاد شریف کے انعقاد سے بہت سرور ہوا کرتے تھے اور خاص ذوق دشوق کے ساتھ ترکت فرماتے تھے، مگر یہ سرکار عالم پناہ کے زمانہ ثباب کے احوال ہیں۔ آہستہ آہستہ اسقفزاد و محظیت کا ایسا غلبہ موکل بقول جگہ تراو آبادی سے

فرصت کہاں کہ پھیڑ کریں آسمان سے ھم

لپٹے پڑے ہیں لذتِ در دنہاں سے ھم

کے مصلحت ہو گئے۔ انفرض سرکار عالم پناہ کا پورا دجود سزا پار حمت ہمی رحمت!

او رائیہ جمال الہی تھا۔

کہاں تک داقعات دکرات بیان کئے جائیں ہیں نے شروع میں عرض کیا ہے  
کہ یخفر سوانح حیات ہے مکمل و مفصل کے لٹائیک فائز درکار ہے  
جمال یار کی رنگینیں یاں ادا نہ ہوں  
ہزار کام لیا ہم نے خوش بیانی سے

حضور انور کی حیات ظاہری کا وہ دور، جو ہمہ وجہ ایک حقیقت و معرفت  
کا درجہ ادرجن نے عالم روحاںیت و حکایت کا پرجنم بلند فرمایا۔ اور اپنی گلی میں  
شاہراہ طلاقیت کا مشاہدہ کرایا۔ ایک دن ہماری ظاہری نگاہوں سے نہاں ہو گیا  
خداۓ وجہہ لا اسرار کی ایک تخلیٰ جو شکل بشریں ظاہر ہوئی تھی ایک عالم کو حیران و  
شندیدہ بنانکر اور ذات و صفات کے کرشمے دکھا کر اُسی پر دُہ ذات میں پہنچا  
ہو گئی جو ردِ حافی سر بلندیوں کا مرکز ہے۔

یعنی بدر محروم الحرام ۱۳۲۳ھ بمعطانہ ۱۹۰۵ء کو صحیح صادق کے وقت ۳  
نوع کر ۱۷۰ منٹ پر سرکار اپنے حقیقی معبود سے جانے میں  
اب اسے کہاں پاؤں ڈھونڈھنے کہاں جاؤں  
منہ چھپا لیا اس نے صورت آشنا ہو گمر  
کلامات کا حصہ صرف کر کے سرکار عالم پناہ کے کچھ اتوال ذریں نذر قاریبین کر  
رہا ہوں۔

۱) فقیر وہ ہے جو کسی کے آگے با تھہ نہ پھیلائے۔

۲) اس کا نام دنیا نہیں بخشدت کا نام دنیا ہے۔

۳) ایک رنگ رب ہے، اور جب فاقہ ہوں تو ضبط کرے۔

۴) فقیر کو کسی سے ناراض نہ ہونا چاہیے۔ اس سے مطلب ہیں کہ کون خوش

بے ادر کوں ناخوش۔

دنیا کی محبت بری چیز ہے۔

(5)

ایک صورت بکپڑلے اوہی قبریں اوہی حشریں اوہی مرتبے وقت کام آئے گی۔

(6)

جب انسان اپنے دم پر قائم ہو جاتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم اُس کے سخت آجائے ہیں۔

(7)

بڑی فقیری یہ ہے کہ دس آدمیوں کو روٹی دے کر کھلنے۔

(8)

مرید ہونا چاہئے۔ مرید یہ تو پیر کے سینے پر سوار ہو کر لے سکتا ہے۔

(9)

پریل کو رسمی مرید توبہت لئے ہیں مگر مرادِ قسم سے ہاتھ آتا ہے۔ جیسے

(10)

خواجہ الجسید کو غوث پاک، خواجہ عنزان کو غرب نواز، باقاطب کو نظام الدین، طلاق الدین کو شمس، جبوب الہی کو امیر خسرد، مخدوم بہاری کو مظفری

(11)

عاشق کا مرید یہے ایاں نہیں مرتا۔

(12)

علم اور چیز ہے عشق اور چیز اجہاں عشق آجائے دہاں علم و عمل کا کام نہیں رہتا۔

(13)

منزلِ عشق میں ذات صفات ہو جاتی ہے۔ اور صفت ذات۔

(14)

جو کچھ عاشق نے ملعوق کی نسبت کیا وہ بجا درست ہے۔

(15)

نقركم مشارک زیادہ ہوتے ہیں چوں کہ منزلِ عشق و شوارگذار ہے اس نئے

(16)

طالب اس راستے کو کم سپند کرتے ہیں۔

(17)

محبت میں انتظام نہیں، جہاں محبت نہیں اداہ انتظام ہے۔

(18)

عاشق کے مرید کا انعام خراب نہیں ہوتا۔

(19)

عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام ہے۔

(20)

- جو کچھ ہے لگاؤ ہے، باقی جھگڑا دکھانے کی چیز ہے اگر لگاؤ نہیں تو خاک  
نہیں، دنیاداری دو کانداری ہے۔ ⑯
- محبت ہو تو ہم ہزار کوس پر تھارے ساتھ ہیں۔ ⑰
- محبت میں بے ادبی بھی عین ادب ہے۔ ⑱
- آدمی جب تک عشق میں کافر نہیں ہوتا مسلمان نہیں ہوتا۔ صاحب  
تو حیدر ہونا آسان۔ لگر صاحب تصدیق ہونا مشکل ہے۔  
جس کی نظر دوست پر ہے اُس کا کوئی دشمن نہیں۔ ⑲
- وغیرہ وغیرہ

# پیش لفظ

## تولنگ فیضی وارثی

شاعری ایک فن ہے اور انہیاں کی لطیف فن۔ فن کا ایک اہم مقصد فکرانگیزی اور قوائے عقلیہ کو محیک کر کے اُس سے مفید تر کام لینا ہے۔ شاعر حسن ازل کی سحر طرازیوں اور جلوہ باریوں کو اپنے فن کی گرفت میں لانا چاہتا ہے۔ پھر ایک ایسا شاعر جو عالم دین کے ساتھ صوفی اور فقیر بھی ہو تو اُس کی شاعری دو آتشہ ہو جاتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب موسوم بعنوان تحریر اسی قسم کا ایک دیوان ہے جو اسم ہامسٹی نظر آتا ہے۔

حضرت تحریر شاہ دارثی دیوبہ مشریعین کے رہنے والے میں اور سرکار عالم پنا کے دوست اور ہمراز جناب غلام علی صاحب عرف گھسیطہ مبارک، رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے ہیں۔ موصوف، جہاں علوم عقلیہ و نقليہ کے ذاصل ہیں، وہ میں منزل عشرت دا ہگی کے مسافر بھی۔ آپ کی آداز میں کھنک، لہجہ میں درد اور طبیعت میں سوز و گددازان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی معمشوق ہے اس پر دہ زنگاری میں۔ چانخہ موصوف کی شاعری میں آپ خود محسوس کریں گے کہ جو کچھ کہا وہ یا تو دارث قلبی ہیں یا اصلیت پر مبنی حقائق۔

بہر حال میں نے جو کچھ دیکھا اور سمجھا، وہ یہ کہ سرکار دارث پاک سے گھرے

لگاؤ کی بنا پر موصوف کی ذات بے شار خصوصیات کی حامل ہو گئی ہے۔ آج بھی اس شخصت و توانائی کے عالم میں جب کبھی اپنا کلام مترجم و لمحہ میں پڑھتے ہیں تو ایک پرکشست سماں باندھ دیتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ صرکار عالم پناہ کی نظر عنایت نے حضرت تاجیر شاہ داری شو فخر و سخن، علم و شعور، عشق و آہنگی، طیب و حکمت۔ جیسی دولت سے نواز دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت بنارت خود مرچ خلائق اور مرکز نگاہ بن گئی۔

یہ اُن دنوں کا ذکر ہے جب موصوف سے پہلی بار میری ملاقات جمیلہ پوری میں جا بیٹھنے والی صاحب کے مکان پر ہوئی۔ میرا پاہنچا ج یہ ہے کہ جملہ بزرگ ان سلسلے سے پڑا یہ تحدید و محبت کے ساتھ لاکرتا ہوں۔ چنانچہ ان سے بھی ملنے گیا، لیکن میں نے پہلی ملاقات میں نے جو کچھ محسوس کیا وہ یہ تھا کہ ان کا طریقہ تبلیغ اچھا اور ان کا پیر کامل ہے۔ خود موصوف کے اندر کشش میں نے پائی اس سے قبل کہیں اور نظر نہ آئی تھی دل کی کیفیت عجیب تھی بیول لگ رہا تھا جیسے یہ دل اپنا ول نہ ہو۔ بہر حال فل پہلی بار درد اور رکسک سے آشنا ہوا تھا اس لئے پے ساختہ جی چاہا کہ ان کا حلقة گوش اور دست گرفتہ اور جاؤں ملکاں وقت میری حیرت کی انہتائے رہی جب آپ نے بڑی صفائی سے فرمایا کہ مولا نا میں آپ کا پیر نہیں بن سکتا۔ آپ کے پیر تو سرکارہ ارش پاک ہی ہوں گے، ہاں ذریعہ اور وسیلہ میں ضرور بن جاؤں گا۔ میں نے کہا سبحان اللہ ذریعہ اور وسیلہ تو سب کچھ ہے بنی اسر کے کامیابی ناممکن ہے۔

چنانچہ لات کے ڈھانی بجے میں آپ کے ذریعہ سے داخل سلسہ دار شیہ ہوا اور آج مجھے یہ کہتے ہوئے فخر ہوتا ہے کہ میں دار شیہ ہوں، داخل سلسہ ہونے کے بعد مکلا نے عالم رویا میں کیا دکھایا اور میں نے کیا پایا۔ اس کا انہصار صفحہ فرقہ طاس پر مناسب نہیں۔ یہ سچ ہے کہ جس کا حصہ جہاں ہوتا ہے وہاں پہنچا دیا جاتا ہے۔

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب قبلہ پیرے لے ہی جمیشید پور کسی بھی گئے تھے اور ہر شخص بزرگ خوش بھتائے ہے۔ اور آج یہ عالم ہے کہ ہزاروں افراد جمیشید پور اور اس کے گرد و لوایح کے داخل سلسلہ دارثیہ ہو کر سرکار عالم پناہ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہو رہے ہیں اور چونا شاہ کا لونی آزاد ہلگ، ماں گو، جمیشید پور میں جناب یونیس صاحب دارثی کامکان جہاں موصوف قیام پذیر ہوا کرنے ہیں مرتع خاص و عام بن گیا ہے۔

ان میں جہاں مسلمان ہیں وہیں غیر مسلم حضرات ہیں ہیں۔ مثلًا بخاری، مارداڑی، بگلی اور بیجن وغیرہ۔ اس طرح بے شمار ذات اور دھرم کے مانتے والے جنکی زبان ہر کسی دیوبھی دیوتا کا نام نہیں ہے اگر یہ لوگ اکھٹتے بیھتے کسی نام کو حرف ز جہاں ہائے ہوئے ہیں تو وہ ہے پاوارت!

اُن میں چند مخصوص حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل گرتا ہوں، مثلاً پارس دارثی جو سلکھا سلکھ کے صاحب نہ ہے ہیں۔

امرجتہ سلکھ دارثی یہ سلکھ ذات تعلق رکھتے ہیں اور سرکار عالم پناہ کے بینہ مژدی ہیں جس کمیش دارثی یہ کو المٹی آس کو یہ فکیری کی مالک ہیں اور سرکار عالم پناہ کی ہے پناہ مژدی ہیں اسی طرح کے بہت سے نام ہیں کہاں تکہ بیان کیا جائے۔  
محضوف صمال ہیں ایک مرتبہ تکہ الائچہ ابھی تشریف لے جاتے ہیں وہاں گی آپ کے ذریعہ بے شمار لوگ داخل سلسلہ دارثی ہوئے ہیں ان چند مخصوص لوگوں کے اسماء گرامی اس طرح ہیں، قاسم دارثی، نظام دارثی، عبدالودود حیدر دارثی، خزانچی حذا طرثی، علی الطیب دارثی وغیرہ وغیرہ۔

انغرض یہ نقصہ بہت طویل ہو جائے گا اگر ہیں جمیشید پور کے دارثی حضرات کی داستان حیات اور رواداد زندگی افرادی طور پر بیان کروں۔ سرکار عالم پناہ

کی ذرہ نوازی کا اعتراف دارثی کو ہر اور ہونا بھی چاہئے۔

یہ مجموعہ کلام جب آپ کے ہاتھوں میں ہو گا تو آپ کو خود اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ تم دارثی نے غلوتِ محبت سے کام لیا ہے یا حقیقت کا انکشافت کیا ہے۔ کلام خود ہی بتادے گا کہ بتا عرس مقام سے کہہ رہا ہے۔

بہر حال زیرِ نظر مجموعہ میں اگر کسی طرح کی کوئی کمی نظر آئے تو اسے ناچیز کی تسلی پر محول کیجئے گا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے کسی کتاب کو مرتب کرنے کی ذمۃ داری قبول کی ہے۔ اور غبول کے ہے۔

سُپرِ دم بہ تو مایہ خوش را  
تو دانی حسابِ کرم دیش را

شاہ صاحب قبلہ نے سارا سرایہ میرے حوالے کر کے مرتب کرنے اور چھپوانے کا خلیم بوجھ اس ناتوال کا ندھے پر ڈال دیا ہے۔ چنانچہ اسی بے بنیاعتی، اور کرم ایسی غلام کا احساس ہوتے ہوئے بھی نے اس کی ترتیب کا کام سرکار کا نام لے کر شروع کر دیا۔ اور مجھے بے پناہ مرست ہے کہ سرکار کے کرم سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہونچتا الفراز ہا ہے۔

اک ذرہ حقیر پہ یہ بارشِ کرم  
منہ دیکھتا ہوں رحمت پر دردگار کا

گدائیہ فارث  
احقر تو نہ فینی دارثی۔ آزاد نگر  
جمشید پور

# تاشرات

جناب اخْرِ حُسَيْن عَلَوِي الْوَارَثِي كامشا نَه دارث  
صلح بارہ بنگی

حضرت تاجیر شاہ صاحب کی ذات و صفات کچھ محتاج تعارف نہیں کہ اس سلسلہ  
میں قلم اٹھایا جائے۔ البته ان کے کلام جو ایک سیرِ حادث تبصرہ کا مقتضی ہیں ابھی عام  
نکا ہوں کے سامنے نہیں آیا ہے جس پر قلم اٹھانا بھی کسی دیدہ رس کا کام ہے، مگر کیا  
کیا جائے کہ ٹھ

قمر عَزَّ فال بنام من دلوانہ زوند

ابسا کلام جو رموز و نکاتِ معرفت سے بھر لپورا دلِ تقوف سے پر لوربے۔ وضاحت  
کے لئے ایک کتاب بالاستیعاب پاہتا ہے جس میں اکثر علوغ آنی مسئلہ تقوف،  
فلسفہ حیات اور فصالح حکیمانہ کے نقش پاسہ جاتے ہوں، طوالت بڑوف بخلا  
ہیں کچھ ہونے پیش کر رہا ہوں جو اہل نگاہ کے رو برو، میرے اس بیان کی تائید  
کر سکیں گے۔ جیسے کہ مرتبہ انسانی کی عظمت پر قرآن مجید نے آبتو امامت پیش کی ہے  
جس کو ابتداء سے آج تک ہر شاعر اپنی زبان میں پیش کرتا چلا آیا ہے۔ حضرت سعدی  
علیہ الرحمۃ نے اشارت اندیسی لہجہ میں فرمایا جس کو کوئی خود سمجھا، کوئی سمجھانے سے

سمجا نہ

ہفت قوی کن از مردِ سہر والِ عشق  
 کان بار را به قوت و ہفت توں کشد  
 مولوی صاحب نے جب پوری آئیتِ انا هم فہنَا الاماتَ تَهْمِي السَّمَوَاتِ  
 فَالآئِرْضِ ..... الخ تلاوت فرماد کہ مجھے بتایا تو میں نے بھی یاد کر لیا اور دو میں حضرت  
 میر قیمتیہ علیہ الرحمۃ بھی اتنا ہی اشارہ کر سکے ہے  
 جس پر سب بارے گرانی کی  
 اُس کو یہ ناتوان اٹھا لایا  
 حضرت ابراہیم ذوقِ دلہوی نے بھی یہی مضمون ارشاد فرمایا ہے  
 عشق کھنگوائے ہر کل راز جفاش سے بزو  
 بارِ صد کوہِ الْمُبْعَدِ بے عملِ جرمِ ثقیل  
 چھوٹا منہج بڑی بات، اس بغرضے آئیہ امانت کی جانبِ ذہنِ رجوع نہیں  
 ہوتا، البتہ نواب بنیاد حسین دلاجہ تخلص برثرا یا کی دضاحتِ ذرا دل کو لگتی ہے ہے  
 اٹھا بار امانت اے شریا جو بشکریں نے  
 پیش کی رازِ حقِ تعالیٰ کی آئینگی  
 اب ذرا حضرت شمسیہ صاحب کے اوصیاں مطالب پر نگاہ ڈالئے اگر  
 زبان سے داد کے بعد آہِ نسلک جائے تو میرا ذرت فرمائے ہیں ہے  
 محبت کی امانت سے جو سانکھا کر لیجھے  
 اٹھانا ہی پڑا آخر کو یہ بارگواں مجھ کو  
 جس سب زادے سے اس شر پر نگاہ ڈالی جائے ایک جبرت انگریز مدت ہوئی  
 ہے اور طبیعت اس کے لطف سے سیر ہیں ہوتی۔ اس لئے دوسرے مضمون کی طرف  
 رجوع ہرا جائے ہے

یوسف رہ الغفت میں مکمل تھے تجھستہ

الرِّزَامِ مجتہت میں بگائے نہیں جاتے

یہ ایک جذبہ دہی بھا جس نے زلینیا کو کھینچ لیا۔ اس میں انسانی رائے کی کوئی  
وخل نہ تھا اور اس کی عقل کا کوئی سروکار نہیں ہے حافظاً علیہ الرحمۃ نے فتوثی سی  
وضاحت فرمائی ہے ۰

من از آن حُسْنٍ روز افزارِ ول که لو داشت دام  
کہ عشق از پردا عصمت، بر دل آن روز از خوارا

او رحضرت بکیر نے صاف صاف کہہ دیا ہے

جب لا گیں بسن کے چاؤ پچھوادھیں نہ پردا ہاؤ

یعنی جب عشق کی برسات ہونے لگتی ہے تو پردا پچھوادھی کی ہوا سے نہیں کرتی۔

**وَاللَّهُ فَضْلُّ اللَّهِ يُؤْمِنُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ**

اس قبیل کے سلکر دل اشار اس دلوان میں پائے جاتے ہیں جن پر بکھنے کے

لئے ایک صحمند ما حول اور لکسیوئی درکار ہے۔ وقت کم، فتح طویل، سازنا ساز بادل خدا

تم رکھے دیتا ہوں اور ناظرین سے التاس ہے کہ اس کلام کو رواردی میں پڑھنے

دو خطاو مرست نہ حاصل ہو گی جو اس کو سمجھ کر مطالعہ کرنے سے مل سکے گی۔

گز رجاتا کوئی لمبہ جوان کی یاد سے خالی  
 ہم اتنی زندگی کو اپنی مرگِ ناگہیاں کہتے ہیں



حضرت تھیسٹاھ دارنی

# حَمْدَ بَارِئِ تَعَالَى

حمد کے لا اق اُسی کی ذات ہے  
ذات جس کی قاضی الحاجات ہے

رحم کر اے مالک کوں و مکاں  
تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کھماں

یا الٰہی ! رحم کر مجھوں ر پر  
میرے عصیاں مجھ سے مولا دو ر کر

یا الٰہی ! مجھ بہ سرِ مصطفیٰ  
ہو کرم مولا، طفیلِ مجتبیٰ

تو مجھا پنے غضب سے دے پناہ  
غفوں کر دے تجشیسِ سر کے گناہ

# قطعہ

رُخ کو اپنے بروئے میاں کرو  
جانب پیش روزگار کرو  
اے تختیر براۓ دیدن میاں  
سال انتظار کرو

## نعت سرکار اُنات ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

درت سے یہ دل طالبِ دیدار بہت ہے

یہ ہم پہ کرم، آپ کا سرکار بہت ہے

ہم جسے گھنگاروں کی خخشش کا سہارا

بس تذکرہ سیدِ ابرار بہت ہے

پہونچا جو سر عرشِ بھی نعلین پہن کر

دل اُس شہرِ خواب کا طلبگار بہت ہے

جبکو بھی ہوئی گندِ خضراء کی زیارت

والله شفاعت کا وہ حقدار بہت ہے

کعبہ کی تعظیت پر مرے دل میں مسلم

پھر بھی تو مدینہ گل و گلزار بہت ہے

مانا کت تحریر تو گھنگار ہے لیکن

خشش کے لئے احمدِ مختار بہت ہے

جنوں بڑھتا تو طیبہ کی زمیں کو آسمان کہتے  
کبھی عرشِ مُعلَّا اور کبھی ہم لآ مکاں کہتے

کہیں جو رازِ کھل جاتا حدیثِ نبی نوح الشر کا  
نہ جانے تملکو پھر کیا کیا ہم اے جاںِ جہاں کہتے

اُذل کی آن تم ٹھہرے ابد کی جان تم ٹھہرے  
نظر والے تھوڑے کیسے نہ شان دو جہاں کہتے

مُتھارے پیر مرشدگان سے ہیں گھاٹل جو ہو جاتا  
دل مجرور حکوم حاصل کون و مکان کہتے

گذر جاتا کوئی لمحہ جوان کی یاد سے خالی  
ہم اتنی زندگی کو اپنی مرگِ ناگہماں کہتے

میسراں کے در کی حاضری قسمت سے گہو تو  
تو اشکوں گناہ بار سے پہنچ دل کی استار کہتے

تختیر ہو چکے سب مرحلے طے دکاچھ کراؤں کو  
نہیں تو عمر بھر ہم ٹھوڑے کی دل تار کو

سَامِنَآجا، مُرِي جان، مدینے والے  
بُس هی ہے مجھے اربان، مدینے والے

ہے اُدھر دا صلِّ حق، شامل مخلوق اِدھر  
یہ انوکھی ہے تری شان مدینے والے

تیرے آنے ہی سے وحدت کا یہ اک بھی گھلہ  
دُو سے ہے اک کی پہچانِ مدینے والے

سامنے طکمِ شریعت ہے انہیں کہہ دیتا  
تو ہی سب کچھ ہے مری جانِ مدینے والے

گفتِ کنزرا ہی تو ہے رازِ حقیقت کی نمود  
جان کر بھی ہوں میں اخبارِ مدینے والے

آپ کے در کی محبتِ اشیر لطیحا ہو نصیب  
راسہ ہو مر آسانِ مدینے والے

اٹھیر کو مدینے میں بلا و آف  
ہند میں ہے یہ پر لیثانِ مدینے والے

آب مجھ کو بُلا لیجئے سرکارِ مدینہ  
بے چین ہوں ہر دم پئے دیدارِ مدینہ

پھر مجھ کو نہ جنت کی تمنا رہے بارب!  
اک بار اگر دیکھ لوں گلزارِ مدینہ

پھونچا دے الہی، بہ طفیلِ شہزادِ عالم  
پلکوں سے بہاروں درودِ دیوارِ مدینہ

اب جا کے نہ آؤں کبھی اُر بار بُنیٰ سے  
مدفن پہ رہے سائیہِ دیوارِ مدینہ

دل اپنا تحریسِ رُخ سرکار په صدقے  
آنکھیں ہوں مری روزِ دیوارِ مدینہ

مرا رخ الہی! ہو سوئے محمد  
زبال پر رہے گفتگوئے محمد

دہ آے لبِ بام، سلطانِ خوبال  
مزادے گئی جستجوئے محمد

قیامت میں سب لوگ ہوں پیشِ دادر  
ہرے سائے بس ہو رُوئے محمد

یہ آنکھیں ہوں محوِ جمالِ شہرِ دیں  
لگر دل میں ہو آرزوئے محمد

خدا یا! تھیسر کی بس یہ ہے حضرت  
دم مرگ آنکھیں ہوں سوئے محمد

یارب زبان ہو میری شاخوانِ مصطفیٰ  
 پیش نگاہ ہو رُخ تا بانِ مصطفیٰ

آنکھیں نثار، دل مرا قربانِ مصطفیٰ  
 سر صدقے اُن پہ جوہیں غلامانِ مصطفیٰ

منزل خود آکنے آن کے قدم چوپنے لگی  
حاصل ہوا ہے جن کو بھی عرفانِ مصطفیٰ

دُنیا میں لاکھوں جائیں مقدس الحمد خلوص  
ہوتی رہی ہیں شوق سے قربانِ مصطفیٰ

پیش خدا، بروز قیامت ہو سب ہجوم  
یارب ہو با تھے میں مرے دامانِ مصطفیٰ

ایذاً ائیں دین حبھوں نے دعا اُنکے حق تیکی  
کتنا عظیم تر ہے یہ احسانِ مصطفیٰ

طیسے سے بردا پسی نہ تحریر کی ہو خدا  
تربت ہونے میر سایہ دامانِ مصطفیٰ

مری آنکھیں ہوں اور تیر انظارہ یا رسول اللہ  
ہوا جاتا ہے دل اب پارہ پارہ یا رسول اللہ

جمالِ مصطفیٰ، ہر ایک ذرت سے نایاں ہر  
تر اجلوہ ہے تھر سو آ شکا رہ یا رسول اللہ

تری چو کھٹ، مر اسرا در مر اسرا تیری چو کھٹ ہو  
یہی ہے اپنی سجنش کا سہارا یا رسول اللہ

بھجور میں کھپس گیا ہوں ہے مدد کا وقت ہے آقا  
مری کشتی کو اب دے دو سہارا یا رسول اللہ

جدھر گلشن میں دیکھا اہر طرف ہر برق سماں  
بہاد و اپنی اب رحمت کا دھارا یا رسول اللہ

یہاں آئیں کچھ تقریر کچھ طرزِ عمل کچھ ہے  
سو ایکرے نہیں اب کوئی چارہ یا رسول اللہ

تحت سر کا کسی کے در پہ جانا غیر ممکن ہے  
تحت سر کو ہے لب سیرا سہارا یا رسول اللہ

# شجره قادریہ و آرثیہ

یا خدا! بہر محمد مصطفیٰ، و مرتفعه  
 ہم حسین و عابد و باقی، چو جعفر مفتاد  
 کاظم و موسیٰ رضا، معروف سقطی نامدار  
 ہم جنید و شبلی و ہم عبد واحد ذی وقار  
 بو الفرح ہم بو الحسن ہم بو سید محترم  
 غوث اعظم، عبد الرزاقِ محمد ذی کرم  
 احمد و سید علی، موسیٰ، حسن، عباس مست  
 ہم بہاء الدین، ہم سید محمد حق پرست  
 ہم جلال و ہم فرید و بہر ابراء سیم شاہ  
 بہرا بر آنیم، امان اللہ، حسین دین پناہ  
 ہم ہدایت، ہم صمد، ہم عبد الرزاق ولی  
 شاہ اسماعیل و شاگرد، ہم نجات اللہ سخنی  
 از پئے خادم علی ہم دارث دنیا و دین  
 المدد شاہاتوی، و اللہ رب العالمین

# فَطَحَادَت

اپنا ہی تھا حُسْن ازِل میں جو مخلوق کامانی تھا  
 ایک ہی تھا اور ایک رہے گا حُسْن و عشق کامانی تھا  
 بخوبی جیسے لاکھوں بندے بہر عشق میں ڈو گئے  
 بہر عشق میں جب ہم کو دیکھنوں نہ نہوں پانی تھا



دیکھا اُن کو تصویر میں ہوں، پر بات نہیں  
 آتے جاتے ہیں قریں، پھر بھی ملاقوں نہیں  
 ہے اگر شوق لقا، مشقِ تصویر میں لگو  
 کام کی بات یہی ہے یہ خرافات نہیں



تلفظ پر ٹکر رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا  
 جھکڑتے رہنے سے واعظ کوئی کامل نہیں ہوتا  
 یہ خالی ہڈیاں ہیں سما منے تیرے سکنی داں  
 جو لفڑی روح سے واقع رہے غافل نہیں ہوتا



# مقتیں

# سلام

السلام اے داریشِ کل کائنات  
 السلام اے زینتِ موت و حیات

تیرا دامن، اور سیرا ہاتھ ہو  
 تو شر عقبی یہی بس سنا نہ ہو

جب نکیر آئیں، کہیں مَنْ سَابِکَ  
میں کھوں دہ ہے کہ جس نے دل لیا

لبس یہی ہے التبا، شاہِ زمِن  
وارثا! چشم کرم، بر من فگن

روزِ محشر، یا شہرِ غالی کہہ کر  
ماسو ایڑے نہ کچھ آئے نظر کر

اے سکونِ رُوح پروردہ السلام  
غمزد وال کے خاص دلبر السلام

عشق تیرا یہی شہرِ دالا رہے  
یتھیسر تیرا متوا لا رہے

میری کشتی کے ناخدا وارث  
ساری دنیا کے رہنا وارث

یوں تو دنیا میں ہیں ہزاروں حسین  
میں نہیں جائتا ہوا وارث

زخم دل پر فقط شفا کے لئے  
تل رہا ہوں میں خاک پاوارث

جس جگہ اور جہاں بھی جاتا ہوں  
مجھ کو ملتا ہے نقشِ پاوارث

میں نے دل دے کے غم کو مول لیا  
میرے ہر درد کی دُوا دارث

کٹ گئیں اُس کی مشکلیں ساری  
جس نے ذل سے کہا کہ یادارث

جب تھیسر کی جال لبوں پہ ہو  
اپنی صورت اسے دکھا دارث

ل فقط دارث، بس خدا کی ذات ہے  
ذات ایسی ہے کہ سب کے ساتھ ہے

پوری دل کی سہر تمنا کمری  
میرے دارث! دیر کیوں اتنی کری

اپنے محبوبوں کا تجھ کو داسٹر  
صد قہ صین اب کچھ ہو عطا

ہوں سرایا پر گناہ و پر خطا  
عفو کر دے سارے عصیاں دارث!

اپنے قدموں کی محبت کر عطا  
اب تھسیر کی یہی ہے التبا

میرے آقا دارث کا جلوہ پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے  
کبھی کھل کر چھپا کبھی چھپ کے کھلاز پرے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

جو تیرے تصور میں رہ کر غافل نہ ہوا اُنک لمحہ بھی  
ہوتا ہے اُسی کو نظارہ پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

باطل کا پردہ چاک کیا، ناپاک کو تو نے پاک کیا  
یہ لطف دعطا، یہ جود و سنا پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

تو ذرے ذرے میں ہر نہاں تو قطرے قطرے ہے ہے عیال  
تو سب میں ملا، تو سب سے جدا، پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

یہ مسجد و مندر بُت خانہ، ہر جا پہ ترا ہے کاشانہ  
ہر گھر ہے ترا جلو خانہ، پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

ہم جا کے لطائفِ ستہ میں اجب گم ہوئے تبت راز کھلا  
یہ جلوہ ہے ایک ہی صورت کا، پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

جس کو بھی دکھائی تو نے جھلک، پھونخی وہ نظر پھر تابہ فلک  
اُس جا یہ تھیسرہ کا عالم پر دے میں بھی ہر بے پردہ بھی ہے

۲۳



# قطعہ

محبت میں جنوں ہونے لگا ہے  
 نظر میں اب فسوں ہونے لگا ہے  
 تھیسیر کس حکم پہنچا ہے یا رب  
 کہ اب اُس کو سکوں ہونے لگا ہے

جب تصور میں تری جلوہ گری ہوتی ہے  
 اپنی تصویر بھی، تصویر تری ہوتی ہے

ذوقِ سجدہ کبھی ہوتا نہیں پاند مقام  
 بندرگی قید تعین سے بُری ہوتی ہے

یوں تو بے کیف نہیں ہوتی کوئی میںے لیکن  
اے وہ میںے جوان انکھوں میں بھری ہوتی ہے

ہوش مندی تو ضروری ہے محبت میں مگر  
محرم راز فقط بخوبی ہوتی ہے

میں اگر چپ پہلوں تو کے یار تار از ہر راز  
بات کہ دل تو تری پر دھری ہوتی ہے

اے تجھ سے جسے کہتا ہے جہاں دیوانہ  
اُس کی ہربات صداقت سے بھری ہوتی ہے

یہ صدائیں آرسی میں امری جاں اول و جگرے  
ہوئیں ختمِ منزلیں سب جو علمی نظر نظرے

یہ ہنا یتوں کا عالم، ہمہ کیف زندگی ہے  
مجھے جو بھی کچھ لایا ہے وہ ملا ہے تیر دارے

میں انھیں کے نقشِ پا کو تو تلاش کر رہا تھا  
مری آنکھ کو بجا کر، جو ابھی گئے ادھرے

تراہن جبے دیکھا ہے عجیب بے خودی سی  
نہیں کوئی مجھ کو مطلب، کسی شام سے سحرے

رہ عشق کا تحریر، کبھی نام بھی نہ لینا  
وہی لٹ گیا مسافر، جو گزر گیا ادھرے

اِدھر سے اِرتباۓ من رائی ہوتی جاتی ہے  
اُدھر ناز دادا سے لئن ترانی ہوتی جاتی ہے

اگر دیوانہ بن جاؤں تحقیقت کھول کر کھدوں  
مری ہستی حجاب درمیانی ہوتی جاتی ہے

کہیں اول کہیں آخر کہیں ظاہر کہیں باطن  
خدا کی بھی نزاںی اک کہانی ہوتی جاتی ہے

کہانی زندگی کی ہے فقط دُو بول کی، لیکن  
نظر سے آپ کی یہ جاددانی ہوتی جاتی ہے

تھیر کو پتہ اُس نے دیا ہے کُنٹ کُنڑا کا  
نشان اُس کا ہماری بے نشانی ہوتی جاتی ہے

بچھے کو دکھلا کے جمالِ رُخ تباہ تو نے  
دین و دنیا کا نہ رکھا، مجھے جاناب تو نے

کیا کوئی مجھ سے ہوا، راہِ محبت میں چور  
دور رکھا مجھے، کیوں جانِ حسینا تو نے

جان و دلِ میرالیا آپ نے اے حضرتِ عشق  
گھر کا گھر میرا کیا آکے بسیا باں تو نے

جس امانت سے فرشتوں نے بھی انکار کیا  
وہ گران بار اٹھایا دلِ ناداں تو نے

یہ تحریر تھی ہے کیا کم کرم اسے پھر مناں  
اپنے قدموں سے لگایا، شہرِ خوبیاں تو نے

شما زیستی میں تحریر کے اندر اتا حصہ  
گردیا آکے ہرے دل میں چڑا غافل تو نے

جب تک مری ہستی میں وہ پائے نہیں جاتے  
غم ہائے بُتاں دل سے بُھلائے نہیں جاتے

ساجد ہی، مسجد ہی، خود ہی مُکبر  
یہ فلسفہ عشق بتاۓ نہیں جاتے

قسمت میں لکھی ہوتی ہے جب حُسن پرستی  
بن جاتے ہیں عاشق یہ بنائے نہیں جاتے

ہوتا ہے انھیں سے رہ اُلفت میں چراغاں  
گو زخم یہ سینے کے دکھائے نہیں جاتے

جو دل رہ اُلفت میں ہوئے شہر کے مُنور  
ترہت پر دیئے آن کی جلائے نہیں جاتے

یوسف رہ اُلفت میں مُمکمل تھے تحریر  
الزامِ محبت میں لگائے نہیں جاتے

خواہش درید تو پوری ہوئی دیوانے کی  
اُب نہ کعبہ کی ضرورت ہے نہ تجانے کی

آج پھر آئی مرے کانوں میں آوازِ است  
یاد آنے لگی بھولے ہوئے افسانے کی

جان دے کر یہی سمجھا گیا پردانہ ہمیں  
مسکِ عشق میں تبس شرط ہے جل جانے کی

اپنی بربادی کاؤں سے میں گلکہ کسیوں کرتا  
آن کی توریت پڑانی ہے ستمڈھانے کی

اے تجھ سے یہی آموز ہے پردانہ عشق  
جل گیا پھر بھی نہ آداز ہے جل جانے کی

چلا ہے جب سے کچھ کچھ اپنی نستی کا نشانِ محکم  
گہاں میں یادا ب اہلِ جہاں کی داستانِ محکم

ٹھانا ہے انہیں راہِ وفا کی داستانِ محکم  
بنانا ہے محنت کی حدود کا رارڈِ الِ محکم

لمی وہ ریگذرِ مجھ کو نہ سنگِ آستانِ محکم  
جیسی رکھنی پڑتی دیر و حرم کے دریاںِ محکم

وہیں جوشِ عقیدت نے کئے ہیں شکر کے سجدے  
کہ جب ہر سو لظاً یا کسی کا آستانِ محکم

محنت کی امانت سے جو سب انکار کر ملیئے  
اُٹھانا ہی پڑا آخر کو یہ بارگرِ الِ محکم

خبر اُس کی تھیں اے جاں اکھیاں ہے  
یہ دنیا جلوہ گاہِ عَاشقان ہے

محبت میں جو بُر بادِ جہاں ہے  
وہی تو درحقیقت کامراں ہے

سُن اے مسجدِ مندر کے پچاری  
خدا دیر و حرم کے درمیال ہے

چمن میں کب میں آیا، ہائے افسوس  
بھاریں جا چکیں، وقتِ خرزال ہے

تمہم لب پر اور شکنیں جبیں پر  
یہ وعدہ ہاں نہیں کے درمیاں ہے

قدم جب سچئیں گیا دام بلا میں  
نیسرا بودا نہ اب کہاں ہے

تھیسیر نے وہیں پھونپا دیا ہے  
جہاں پر جل کے انساں بنے زبان ہے

جان کھنچ کر بلوں پہ آئی ہے  
آکے یہ وقتِ رُونمائی ہے

سامنے ہے، مگر کلام نہیں  
یہ انوکھی تری خداوی ہے

حبل کے کہتا ہے تیرا دیوانہ  
اگ تو نے ہی تو لگائی ہے

عشق کا مُبیّح، مسام جہاں  
عشق فرمان کسریاں ہے

اپنی ہستی بھی ایک پردہ ہے  
بات آپ کچھ سمجھ میں آئی ہے

برزخ یار ہی تو سب کچھ ہے  
میرے شزادیک یہ خدا ہی ہے

ہو ٹھیسٹر ہے بھی لگاہِ کرم  
میرے دارث، تری دہائی ہے

رہبر کہیں ہوا رہرو پیر مناں کہیں  
رہنک کہیں ہو، دہریں شغلِ بناں کہیں

جو رو ستم تو اتنے کرو جس کو سہیکوں  
کھل جائے خبیطِ غم سے نہ میری زبان کہیں

ہر ہر قدم سنبھل کے چواں جہاں ہیں  
ڈر ہے کہ تم پر گرنہ پڑے آسمان کہیں

پیتاب ہوں میں کشمکشِ زندگی سے آج  
ہنخ سے نکل نہ جائے تری داستان کہیں

ہمراز اُس کا، ادراختیہر بقیدِ ہوش  
ہوتا ہے ہوش من رکیٰ رازِ دال کہیں

دل وہ برباد محبت جب دل میں غم یا نہیں  
ہے وہ کم بخت جسے عشق کا آزار نہیں

کہتا پھرتا ہے زمانے میں ترا دیوانہ  
ماسو میرے، ترا کوی طلب گار نہیں

سچ تو یہ ہے تری دُز دیدہ لگاہی کی قسم  
زُہد بے کار ہے حاصل جسے دیدار نہیں

کیا سمجھتے تھے لاک، جو کیا ستح انکار  
اس قدر بار محبت تو گمراہ بال بار نہیں

اب تھیسیر پہ بھی اک بار کرم کی نظر  
کہ تھیسیر ساز زمانے میں گنگانہ نہیں

جب سا منے ہونگے جلوے ترے لظا رسول کا عالم کیا ہوگا  
جب گیان کی کھنچی سُلیجھی گی، آگیا نوں کا عالم کیا ہوگا

در دیدہ بُنگاہی سے تیری، مد ہوش ہوئے سب اہل خرد  
تو آنکھ اٹھا کر دیکھے ادھر دیو انوں کا عالم کیا ہوگا

سُننتے ہیں کتابِ عشق وہاں رُک رک کے پڑھائی جاتی ہو  
تو سا منہ گمراہا جائے صنم، بیماروں کا عالم کیا ہوگا

قریبان کیا سر کو اپنے، ہر نوں نے رسولِ عربی پر  
حیوانوں کا صب یہ عالم ہے انسانوں کا عالم کیا ہوگا

بے پئے سخا رہ وہ طاری ہے کہ جان وتن کا ہوں نہیں  
جب سا منہ جام آئے گا ترا مینواروں کا عالم کیا ہوگا

کہنے کو تخت سیر بھی اس کا کچھ کہہ نہ سکے، کچھ کہہ بھی کئے  
نادیدہ کا جب یہ عالم ہے، بیناؤں کا عالم کیا ہوگا

مری جستجو، مری آرزو، سجد اعفارے سوانہیں  
و سوار اب کہ بگڑا نہ بھے کوئی اس کا گل نہیں

جہاں تیرے نقش قدم لئے، ہوا سجدہ ریز دہیں یہ مر  
یہ کرم ترا ہے کہ سر مرا کہیں اور جا کے جھکا نہیں

لک بام آگیا جب کبھی مرے دل نے اُس سے یہی کہا  
تو ذرا تھہر کہ میں دیکھ لوں، مرادل تو ابھی بھرا نہیں

نہ وہ جسم، جسم لطیف ہے، نہ وہ آنکھ قابلِ دید ہے  
نہ وہ سر رہا کسی کام کا، دار یار پر جو جھکا نہیں

یہ مکال پردہ ہے اے صنم، مجھے اپنا پردہ بنالیا  
تراسائھے ہو تا ہے ہر گھری، لگر آج تک تو بلہ نہیں

ہو کرم تحریز ار پا ہے پڑا ہوا دار یار پر  
کہ جہاں بھریں ترے سوا کوئی اور اس کا خدا نہیں

تم گئے، خفته زمانہ ہو گیا  
تم جو آئے حشر براپا ہو گیا

عاشقی کے کھیل کو مت نہ پچھا  
خود تماشائی تماشا ہو گیا

تم تھے جب خاموش تو کچھ بھی نہ بتا  
مکن "کہاں تو راز افشا ہو گیا

کیا مریستی میں وہ روپوش ہو  
مچھ کو خود پر اُس کا دھوکا ہو گیا

آتے جاتے ہیں تھیسِ دل میں وہ  
دل مرا اب رشکِ کعبا ہو گیا

دِل کو بیٹھے بٹھانے یہ کیا ہو گیا  
خود ہے خود مُبتلا نے بلا ہو گیا

ابتلا میں وہیں سے شروع ہوئیں  
جب سے اقرار قائل ہو گیا

آج انھیں دیکھ کر خود جیسی جھگٹی  
حُسنِ محبوب اب حق منا ہو گیا

دِل محبت میں کچھ ایسا نہ پا کر لیں  
مضطرب خود مرا نا خدا ہو گیا

لب ہیں خاموش صورتِ حیرت علیٰ  
آج تیرتے تحریر سر کو کہا ہو گیا

گھبہ دا لے حرم یار لئے بیٹھے ہیں  
ہم فقط آپ کو سرکار لے بیٹھے ہیں

شخ صاحب کو مبارک رہے محراب حرم  
ہم ترے ابر و نغم دار لئے بیٹھے ہیں

ڈال دے ایک نظر اپنی مسحائی کی  
تیرے عاشق دل بسوار لئے بیٹھے ہیں

زادوں تم کو مبارک ہوں حرم کے سجدہ  
ہم جسیں میں قدم یار لئے بیٹھے ہیں

اک تھیر ہی پہ موقع نہیں خوش ہوید  
سکڑوں حسرت دیدار لئے بیٹھے ہیں

کوئین میں تیرے ہیں طلب گار ہزاروں  
گھر بیٹھے کیا کرتے ہیں دیدار ہزاروں

ساقی نے پلائی مئے وحدت ہی کچھ ایسی  
ہیں آج تک مستی میں مئے خوار ہزاروں

دیکھی ہے جہاں بھی ترے کھڑے کی تخلیٰ  
توڑے ہیں اسی وقت میں زناہ ہزاروں

اللہ جائے جو قسمت سے لقاب شہرخواں  
ہونے لگیں صدقے، ابھی ان غیار ہزاروں

طیبہ میں شا اپنے تھیر کو مُلا لو  
فرقت کے ہیں طوفان میں منجد صار ہزاروں

دُم بَدْم آتے ہیں، آتے جائیے  
مری رگ میں سماتے جائیے

من رانی کی طلب پر حبان من  
لَن ترانی تو سنا تے جائیے

جانے والے جاتے جانے پھر ذرا  
چیزہ انور دکھاتے جائیے

صَدْقَهُ خونِ شہید اں پھر ہمیں  
اپنا دیوانہ بناتے جائیے

اب تختیسر پر گرا کر بجلیاں  
گھر کو دیرانہ بناتے جائیے

پائے دارث پہ جو فدا ہو جائے  
وہ خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے

اُس کی منزل کا پوچھنا کیا ہے  
خود خدا جس کا رہنا ہو جائے

گر کہیں آئیں وہ سیر محشر  
حشر میں حشر اک بپا ہو جائے

وہ تصور میں مسکرا دیں، اگر  
دل لگانے کا تکملا ہو جائے

شفل دکھلادے تو تھی سر، کو  
اب کرم شیرا ناخدا ہو جائے

اُس کا مسکن نہ تو کعبہ ہے نہ میتھا نہ ہے  
اپنی ہستی ہی فقط منزلِ جانا نہ ہے

تم نہ بستی اسے سمجھو انہ یہ دیرانہ ہے  
اپنے پیلوں میں جو چھوٹا سا صنم خانہ ہے

کل وہاں روزِ ازل میں جو سنا تھا نغمہ  
منتظر آج بھی اُس کا دلِ دیوانہ ہے

کھل گئی آنکھ، اگر بند ہوئی چشمِ حیات  
زندگی ایک بہت چھوٹا سا افسانہ ہے

دین و دُنیا میں تختیسیر کو سکوں مل جائے  
کاش تو کہہ دے تختیسیر مرادیوانہ ہے

خواہش بہار کی ہو، نہ خوفِ خزان رہے  
میری جبیں کے ساتھ، ترا آستاں رہے

ہر لمحہ نامِ یار کا وردِ نہ بال رہے  
ہر دمِ خیالِ صورت پیرِ منان رہے

بر بادیوں پہ میری جو تو شادیاں رہے  
ایسا مٹا دے مجھکو، نہ نام و نشان رہے

ویرودِ حرم ہو، یا ہو کلیسا، کہ بُت کرہ  
دیکھا کئے تھی کو فقط ہم بھاں رہے

اچھا کیا کہ شاخ نشین جلا دیا  
اتنا ذرا بہا کہ تحریر کہاں رہے

جب سمجھی اُن کی بات ہوتی ہے  
 وَ جد میں کائنات ہوتی ہے

اُن کی آنکھوں میں ایسا جادو ہے  
 جن کو دیکھے نجات ہوتی ہے

خاک میں بیل کے اُس نے مجھ سے کہا  
موت بھی ایک حیات ہوتی ہے

کہہ گیا مجھ سے ایک دیوار اونہ  
ہر صفت مرٹ کے ذات ہوتی ہے

سر تختیسیر کا پائے یار پہنچے ہے  
ہر گھر ڈی اب صلوuat ہوتی ہے

جب تختیسیر کو پائے یار ملا  
ہر جگہ اُس کی بات ہوتی ہے

وہ نہ سر بان، ہوا جاتا ہے  
کیوں پریشان، ہوا جاتا ہے

دیکھ کر اُس بُت کا فر کا جمال  
کفر ایمان، ہوا جاتا ہے

کبھی کھلتے ہیں کبھی پھیپتے ہیں  
دل پریشان ہوا جاتا ہے

ویکھ کر مصحتِ عمار پڑ ان کا  
یادِ قدر آن ہوا جاتا ہے

خون بہتا کر کے تنائی کا  
کیسا اخبار ہوا جاتا ہے

راس آیا جو تختیں کو جنوں  
اُن کا غیر فان ہوا جاتا ہے

رہی یونہی نامکمل امرے عشق کی کہانی  
کبھی کھل کے چھپ گئے وہ کبھی گفت لئے تراویخ

ہو بلند میرا اختر، ترا در ہوا اور میرا سر  
ہے دُعا د رہے ہمیشہ ترے حُسن کی جوانی

وہ نکل کے گھر سے اپنے مر گھر میں بھی جاتے  
جو زبان سے میری سنتے امی دکھ بھری کہانی

یہ عجیب فلسفہ ہے، وہ عاشقی کا یار و  
کہ ادھر سے ربت ارنی تو ادھر سے لئے تراویخ

غم دوست کا عطیہ ہے مر اسخن تحریر  
مرا ایک ایک مرصع ہے اُسی کی ترجانی

دہ مزا آیا ہے ساقی ترے پہیانے میں  
اب تو ہی تو نظر آنے لگا میخانے میں

مُسرِ میگیں آنکھ تری ناز بھری جس پہ پڑی  
اُس کو گاشن نظر آنے لگا دیرانے میں

داعظا! اُس کی تخلی نہیں پابندِ مقام  
وہ کبھی کبھی میں چپکا کبھی بُختانے میں

راہ ہستی میں جھپٹیں راس جنول آجائے  
وہ کبھی آتے نہیں عقل کے بہکانے میں

اے تختیسِ حرم دیر کے جھگڑی سے نکل  
کہ تخلی نظر آنے لگے، دیر انے میں

رُوحِ آدم بولتا اک ساز ہے  
 فاسجِ واؤس کی توہی آواز ہے

جب سے میرے ساتھ دہ دمساز ہے  
 سائنس تب سے جہاں را بز ہے

جس کو دنیا کہتی انہد ساز ہے  
 وہ تو میرے یار کی آواز ہے

اصل میں بانگ تحریر ہے کھاں  
 یہ تو واعظ دور کی آواز ہے

تری یاد میں جو کہ سوتا نہیں ہے  
وہ پاتا ہے، پاتا ہے کھوتا نہیں ہے

رہ عشق کا وہ ہے انسان ناقص  
تری یاد میں، جو کہ روتا نہیں ہے

نہیں ہے وہ ہرگز ندامت کا آنسو  
جو دارغِ معاصی کو دھوتا نہیں ہے

ایقیں ہے تری ذات کا اس سببے  
جو میں چاہتا ہوں، وہ ہوتا نہیں مے

تحمیش کو ملتے میں وہ اُس جگہ پر  
جہساں پر کوئی خیر ہوتا نہیں ہے

پھر مغل کا ذکر ہی سب سے اچھا لگتا ہے  
مل جائیں گے مجھ میں وہ آکر، ایسا لگتا ہے

ایسی ادا سے دلکھا ہے میں میری طریقہ کار  
قطروہ بن جائے گا دریا، ایسا لگتا ہے

اپنا تحریر جب سے ہوا ہے نظارے میں گم  
تب سے داعظ یا مرائب پر پردہ لگتا ہے

دل بھی لیا، ایاں بھی لیا اور گھر دیر کیا  
کیا بھر اگھرا پنا تھا، اب صحراء لگتا ہے

عالم حیرت میں تھا تحریر کہہ گیا دیوانہ  
وشنع کا رُتبہ، ہر منزل سے اعلیٰ لگتا ہے

ہر دل میں فقط و آرٹ کے لئے کاشانہ بنایا جاتا ہے  
ہر گھر میں تری طاعت کے لئے بُت خانہ بنایا جاتا ہے

کہیں کھل کے چھپے ہیں جھپکے کھلے کچھ کہہ ہی گئے کچھ نہ سکے  
یوں مبہم مہم باقون کا افسانہ بنایا جاتا ہے

اس صورت میں اک مورت ہے، اس مورت میں اک صورت ہے  
اس صورت مورت کی خاطر، بُت خانہ بنایا جاتا ہے

بن دیکھ سجدہ جو ہی کرنے دیں شخ اُسے مومن کا لقب  
جو دیکھ کے سجدہ کرتا ہے کیا کیا نہ بتایا جاتا ہے

دُنیا کی الٹی چال یہی، صد حیث تحریر ہوتی ہے  
ہر واقعہ را ز حقیقت کو دیوانہ بتایا جاتا ہے

عمر در پر ترے گزاری ہے  
یہ محبت کی وضندراری ہے

مر کے پھوٹا نہیں دُر جاناں  
اُن کی قسیع اب بھی جاری ہے

آتشِ عشق کی کرامت دکھی  
دل جلا پھر بھی اشک جاری ہے

میں حسین اس جہان میں لاکھوں  
اُن کی صورت سمجھوں ے پیاری ہے

موت ظالم نہ اُن تلک پھونچے  
لمجھے موت سب پہ بھاری ہے

قیس دنرہاد پاگئے منزل  
وہ تو پھونچے بہاری باری ہے

کہہ گما مجھ سے ایک دیوانہ  
اُن کو مرغوب آہ دزاری ہے

تبراصفَ سے آتی ہے یہ صدا  
پایس آسودگی سے پیاری ہے

خود تحریر سے محو لطوارہ  
خود تحریر اسی پرده داری ہے

## قطعہ کم

یہ حقیقت کی ساری بستی ہے  
گرنہ سمجھے تو اپنی بستی ہے  
اے تحریر بچشم دل دیکھو  
اپنی بستی خدا کی بستی ہے

اے دل بیتہ رار، زندہ باد  
کر لے رُخ سُوئے یار زندہ باد

ہوش میں بھی ہو مجھ کوبے ہوشی  
سنجش دے وہ خمار زندہ باد

جو اڑے گرد کاروانِ حباز  
مجھ کو کروہ غبار زندہ باد

تو نے لاکھوں کے گھر کئے بر باد  
اے ستگر شوار زندہ باد

میں نے مر کر بھی تجھ کو یاد کیا  
میرے ناداں یار زندہ باد

ٹوے چلن ہٹا کے جان جہاں  
کر دیا بے فت رار زندہ باد

میرا دل میری جان ہوش و خرد  
سب ہیں تجھ پر نشار زندہ باد

تجھ کو دل دے کے غم کو مول لیا  
میرے غم کی بہار زندہ باد

بُر دم واپسیں تھی سر ہے  
سانے تو ہو یار زندہ باد

## قطعہ

حوالہ دیکھ مشت خاکی کا  
بار اُنفت اٹھا لیا اُس نے  
اے تھیر جو کام تھا دشوار  
اُس کو آسائیں بنالیا اُس نے

دِل میں بس دَرَد و غم رہ گئے  
اب کرم ہی کرم رہ گئے

لطف اندر ورز، سارا جہاں  
جان دینے کو ہم زرہ گئے

منزل یار پانے کو بس  
صرف دو آئی قدم زرہ کئے

اب تو داعظ کی تقدیر میں  
قصہ جام و جنم زرہ گئے

اب تھیسر، محنت کھاں  
ذکر دیر و حسرہ زرہ گئے

# مرحبا جاناں عالم!

مرحبا جاناں عالم      مرحبا سلطانِ عالم  
مرحبا اے جاں عالم      بھروسے اب دامن عالم

مرحبا، جاں عالم

ذرتے ذرتے سے عیاں ہو      اور ہر شے میں نہیاں ہو  
شان کیا مجھ سے بیاں ہو      آسپ ہی تو گُن فکاں ہو

مرحبا، جاناں عالم

عشق کی دھڑکن تھیں ہو      حُسن کی چامن تھیں ہو  
جلوہ ایمیں تھیں ہو      کہنے والے کرن تھیں ہو

مرحبا، جاناں عالم

اپنی خواہش من رائی      قلت یارب لئن ترانی  
او سنوں تیری زبانی      کیعنی میں ہو جاؤں فانی

مرحبا، جاناں عالم

وارثِ ہر دو جہاں ہو مالک کون دمکھاں ہو  
 نوں ہر انس فی جاں ہو وصف کیا تیرا بیاں ہو  
 مرحبا، جاناں عالم

ہم گئے گاروں کے وارث اپنے لا چاروں کے وارث  
 آپ مسکینوں کے وارث آپ مجبوروں کے وارث  
 مرحبا، جاناں عالم

ہم کو تیرا آسراء ہے شاہِ شاہاں تو شہلے ہے  
 کون اب تیرے سوا ہے تو بھی بس حق نہ ہے

مرحبا، جاناں عالم

آپ کے در کا گدا ہوں سخت عاجز بے نوا ہوں  
 کل جہاں سے میں برا ہوں تیرے ہی در پر پڑا ہوں

مرحبا، جاناں عالم

اب ہی دستی ہے آقا سو نی ہرستی ہے آقا  
 خستہ ہرستی ہے آقا چار سو پستی ہے آقا

مرحبا، جاناں عالم

اب تھی سر کو مُلاوٰ اپنے قدموں سے لگاؤ  
 خواب میں صورت دکھاؤ اے مسیحا جلد آو  
 مرحبا، جانانِ عالم  
 ہے کرم تیرا سمجھی پر جیتا ہوں تیری خوشی یہ  
 ہو کرم اب بے بسی پر اس تھی سر دارثی پر  
 مرحبا جانانِ عالم  
 مرحبا سلطانِ عالم

ملنے کا پتھر

تھی سر شاہ وَارثی رین بسیرا "نفر و آستانہ وارثی  
 دیوی مشریع بارہ بنکی

سَلَامٌ بِحُضُورِ سَرورِ كائِناتٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا نَبِيٰ سَلَامٌ عَلَيْكَ

تَمَّ هِيَ سَلَطَانٌ جَهَانٌ، هُوَ دَارُثٌ هَرَاثُ جَاهٌ، هُوَ  
مَالِكٌ هَرَائِسٌ دَآلٌ، هُوَ رَازِدَارٌ كُنْ فَخَاهٌ، هُوَ

يَا نَبِيٰ سَلَامٌ عَلَيْكَ

رَحْبَةُ الْعَالَمِينَ هُوَ عَرْشُ الْمَسَنُودِ نَشِينَ هُوَ  
تَمَّ هِيَ خَتْمُ الْمَرْسَلِينَ هُوَ زَيْنُتُ الْوَجْهِ جَبَّينَ هُوَ

يَا نَبِيٰ سَلَامٌ عَلَيْكَ

ابْتَحِيَّتَرَ كَوْ بَلَادُ رَوْضَةُ الْمَهْرَدِ كَهَادُ

اپنے قدموں سے کھاؤ اپنا دیوانہ بناؤ

يَا نَبِيٰ سَلَامٌ عَلَيْكَ

# چادر

یہ چادر بہ شان مُعلَّا بنے گی  
دریار پر یہ مجھے بنے گی

چلو میکشو! آج دارث کے در پر  
نظر ان کی عمر کا مدا وابشے گی

محبت کے عالم میں مر جانے والوں  
تمہارے لئے یہ سیحابنے گی

جو سمجھے گی لاکھوں قلندر بینیں گے  
جو پھیلے گی رحمت کا دریا بنے گی

شہنشاہ دارث کے روپھے پھر پڑھ کر  
تھیرس کی نخشش کا حیسا بنے گی

